بیٹھے تھے جانماز پہ شاہِ فلک سریر ۳۶ ناگہ قریب آکے گرے تین چار تیر
دیکھا ہر اک نے مُڑ کے سوئے لشکرِ شریر عبّاسؑ اُٹھے تول کے شمشیرِ بے نظیر
پروانہ تھے سراج[۵۲] امامت کے نور پر
روکی سپر حضور کرامت ظہور پر

اکبر سے مُڑ کے کہنے لگے سرورِ زماں ۳۷ تم جا کے کہہ دو خیمے میں یہ اے پدر کی جاں
باندھے ہے سرکشی پہ کمر لشکرِ گراں بچّوں کو لے کے صحن سے ہٹ جائیں بیبیاں
غفلت میں تیر سے کوئی بچّہ تلف نہ ہو
ڈر ہے مجھے کہ گردنِ اصغرؑ ہدف نہ ہو

کہتے تھے یہ پسر سے شہِ آسماں سریر ۳۸ فضہ پکاری ڈیوڑھی سے اے خلق کے امیر
ہے ہے علیؑ کی بیٹیاں کس جا ہوں گوشہ گیر اصغر کے گاہوارے تک آکر گرے ہیں تیر
گرمی میں ساری رات[۱] یہ گُھٹ گُھٹ کے روئے ہیں
بچّے ابھی تو سرد ہوا پا کے سوئے ہیں

باقرؑ کہیں پڑا ہے سکینہؑ کہیں ہے غش ۳۹ گرمی کی فصل یہ تب و تاب اور یہ عطش
رو رو کے سو گئے ہیں صغیرانِ ماہ وش بچّوں کو لے کے یاں سے کہاں جائیں فاقہ کش
یہ کس خطا پہ تیر پیاپے برستے ہیں
ٹھنڈی ہوا کے واسطے بچّے ترستے ہیں

اُٹھے یہ شور سن کے امامِ فلک وقار ۴۰ ڈیوڑھی تک آئے ڈھالوں کو روکے رفیق و یار
فرمایا مڑ کے چلتے ہیں اب بہرِ کارزار کمریں کسو جہاد پہ منگواؤ راہوار
دیکھیں فضا بہشت کی، دل باغ باغ ہو
اُمت کے کام سے کہیں جلدی فراغ ہو

فرما کے یہ حرم میں گئے شاہِ بحر و بر ۴۱ ہونے لگیں صفوں میں کمر بندیاں ادھر
جوشن پہن کے حضرتِ عبّاسؑ نام ور دروازے پر ٹہلنے لگے مثلِ شیرِ نر
پرتو سے رُخ کے برق چمکتی تھی خاک پر
تلوار ہاتھ میں تھی سپر دوشِ پاک پر

شوکت میں رشکِ تاجِ سلیماں تھا خودِ سر ۴۲ کلغی پہ لاکھ بار تصدق ہما کے پر
دستانے دونوں فتح کا مسکن ظفر کا گھر وہ رعبِ الاماں وہ تہور کہ الحذر
جب ایسا بھائی ظلم کی تیغوں میں آڑ ہو
پھر کس طرح نہ بھائی کی چھاتی پہاڑ ہو

خیمے میں جا کے شہ نے یہ دیکھا حرم کا حال ۴۳ چہرے تو فق ہیں اور کھلے ہیں سروں کے بال
زینبؑ کی یہ دعا ہے کہ اے ربِّ ذوالجلال بچ جائے اس فساد سے خیر النسا کا لال
بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے
صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے

آفت میں ہے مسافرِ صحرائے کربلا ۴۴ بے کس پہ یہ چڑھائی ہے سید پہ یہ جفا
غربت میں ٹھن گئی جو لڑائی تو ہوگا کیا ان ننھے ننھے بچوں پہ کر رحم اے خدا
فاقوں سے جاں بلب ہیں عطش سے ہلاک ہیں
یارب ترے رسول کی ہم آلِ پاک ہیں

سر پر نہ اب علیؑ نہ رسولِ فلک وقار ۴۵ گھر لٹ گیا گذر گئیں خاتونِ روزگار
اماں کے بعد روئی حسنؑ کو میں سوگوار دنیا میں اب حسینؑ ہے ان سب کا یادگار
تو داد دے مری، کہ عدالت پناہ ہے
کچھ اس پہ بن گئی تو یہ مجمع تباہ ہے

بولے قریب جا کے شہِ آسماں جناب ۴۶ مضطر نہ ہو دعائیں ہیں تم سب کی مستجاب
مغرور ہیں خطا پہ ہیں یہ خانماں خراب خود جا کے میں دکھاتا ہوں ان کو رہِ صواب
موقع بہن نہیں ابھی فریاد و آہ کا
لاؤ تبرکات رسالت پناہ کا

معراج میں رسولؐ نے پہنا تھا جو لباس ۴۷ کشتی میں لائیں زینبؑ اسے شاہِ دیں کے پاس
سر پر رکھا عمامۂ سردارِ حق شناس پہنی قبائے پاکِ رسولؐ فلک اساس
بر میں درست و چست تھا جامہ رسولؐ کا
رومال فاطمہؑ کا عمامہ رسولؐ کا

شملے کے دو سرے جو پڑے تھے بصد وقار ۴۸ ثابت یہ تھا کہ دوش پہ گیسو پڑے ہیں چار
بل کھا رہا تھا زلفِ سمن بو کا تار تار جس کے ہر ایک مو پہ خطا و ختن نثار

مشک و عبیر و عود اگر ہیں تو ہیچ ہیں
سنبل پہ کیا کھلیں گے یہ گیسو کے پیچ ہیں

کپڑوں سے آ رہی تھی رسولِ زمن کی بو ۴۹ دولھا نے سونگھی ہوگی نہ ایسی دلہن کی بو
حیدر کی فاطمہ کی حسین و حسن کی بو پھیلی ہوئی تھی چار طرف پنجتن کی بو

لٹتا تھا عطر وادیِ عنبر سرشت میں
گل جھومتے تھے باغ میں، رضواں بہشت میں

پوشاک سب پہن چکے جس دم شہِ زمن ۵۰ لیکر بلائیں بھائی کی رونے لگی بہن
چلائی ہائے آج نہیں حیدر و حسن اماں کہاں سے لائے تمھیں اب یہ بے وطن

رخصت ہے اب رسول کے یوسف جمال کی
صدقے گئی بلائیں تو لو اپنے لال کی

صندوق اسلحہ کے جو کھلوائے شاہ نے ۵۱ پیٹا منھ اپنا زینبِ عصمت پناہ نے
پہنی زرہ امامِ فلک بارگاہ نے بازو پہ جوشنین پڑھے عزّ و جاہ نے

جوہر بدن کے حسن سے سارے چمک گئے
حلقے تھے جتنے اتنے ستارے چمک گئے

یاد آ گئے علیؑ نظر آئی جو ذوالفقار ۵۲ قبضے کو چوم کر شہِ دیں روئے زار زار
تولی جو لے کے ہاتھ میں شمشیرِ آبدار شوکت نے دی صدا کہ تری شان کے نثار

فتح و ظفر قریب ہو نصرت قریب ہو
زیب اس کی تجھ کو، ضرب عدو کو نصیب ہو

باندھی کمر سے تیغ جو زہرا کے لال نے ۵۳ پھاڑا فلک پہ اپنا گریباں ہلال نے
دستانے پہنے سرورِ قدسی خصال نے معراج پائی دوش پہ حمزہ[58] کی ڈھال نے

رتبہ بلند تھا کہ سعادت نشان تھی
ساری سپر میں مہرِ نبوت[59] کی شان تھی